

اور انہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف لا، تاکہ حق سے بے خرج حق کو پہچان لیں اور گمراہی و سرکشی کے شیدائی اس سے اپنا رخ موڑ لیں۔

--☆☆--

(۲۰۵) خطبه

صفین کے موقع پر جب آپ نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام کو جنگ کی طرف تیزی سے لپکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

میری طرف سے اس جوان کو روک لو، کہیں (اس کی موت) مجھے خستہ و بے حال نہ کر دے، کیونکہ میں ان دونوں نوجوانوں (حسن اور حسین علیہما السلام) کو موت کے منہ میں دینے سے بخل کرتا ہوں کہ کہیں ان کے (مرنے سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل قطع نہ ہو جائے۔

سید رحیم کہتے ہیں کہ: حضرت کا ارشاد: «إِمْلَكُوا عَنْتَ هَذَا الْغَلَامَ»: ”میری طرف سے اس جوان کو روک لو“، بہت بلند اور صحیح جملہ ہے۔

--☆☆--

(۲۰۶) خطبه

جب تھیم مط کے مسلسلہ میں آپ کے اصحاب آپ پر پیچ و تاب کھانے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! جب تک جنگ نہ تھیں بے حال نہیں کر دیا میرے حسب منتشر میری بات تم سے بنی رہی۔ خدا کی قسم! اس نے تم میں سے کچھ کو تو اپنی گرفت میں لے لیا اور کچھ کو چھوڑ دیا اور تمہارے دشمنوں کو تو اس نے بالکل ہی نہ ٹھال کر دیا۔ اگر تم جسے رہتے تو پھر جیت تمہاری تھی۔ مگر اس کا کیا علاج کہ میں کل تک امر و نبی کا مالک تھا اور آج دوسروں کے امر و نبی پر مجھے چلتا پڑ رہا ہے۔ تم (دنیا کی) زندگانی

ذات بَيْنِنَا وَ بَيْنِهِمْ، وَ اهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ، حَتَّىٰ يَعْرِفَ الْحَقَّ مَنْ جَهَّلَهُ، وَ يَرْعَوْيَ عَنِ الْغَيِّ وَ الْعُدُوَانِ مَنْ لَهُجَّ بِهِ.

-----☆☆-----

(۲۰۵) وَمِنْ كَلَامِ لَهُ عَلَيْهِ الْهَلَامُ

فِي بَعْضِ أَيَّامِ صَفِيفَنَ وَ قَدْ رَأَى الْحَسَنَ ابْنَهُ عَلَيْهِ لَهُ يَتَسَرَّعُ إِلَى الْحَرْبِ: إِمْلَكُوا عَنْتَ هَذَا الْغَلَامَ لَا يَهْدَنِي، فَإِنَّنِي أَنْفَسُ بِهِذَيْنِ - يَعْنِي الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. عَلَى الْمَوْتِ، لِئَلَّا يَنْقَطِعَ بِهِمَا نَسْلُ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْهَلَامُ.

وَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ: «إِمْلَكُوا عَنْتَ هَذَا الْغَلَامَ» مِنْ أَعْلَى الْكَلَامِ وَ أَفْصَحِهِ.

-----☆☆-----

(۲۰۶) وَمِنْ كَلَامِ لَهُ عَلَيْهِ الْهَلَامُ

قَالَهُ لَهُمَا اصْطَرَبَ عَلَيْهِ أَصْحَابَهُ فِي هَذِهِ الْحُكُومَةِ:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَمْ يَزُلْ أَمْرِي مَعْكُمْ عَلَى مَا أُحِبُّ، حَتَّىٰ نَهَكُتُكُمُ الْحَرْبُ، وَ قَدْ وَاللَّهِ! أَخَذَتُ مِنْكُمْ وَ تَرَكْتُ، وَ هِيَ لِعْدُوكُمْ أَنْهَكُمْ. لَقَدْ كُنْتُ أَمْسِ أَمِيَّاً، فَأَصْبَحْتُ الْيَوْمَ مَأْمُواً! وَ كُنْتُ أَمْسِ نَاهِيًّا، فَأَصْبَحْتُ الْيَوْمَ مَنْهِيًّا! وَ قَدْ

أَحْبَبْتُمُ الْبَقَاءَ، وَلَيْسَ لِيْ أَنْ أَخْمِلَكُمْ عَلَى مَاتَكُرُّهُونَ! .

چاہئے لگے اور یہ چیز میرے بس میں نہ رہی کہ جس چیز (جنگ) سے تم بیزار ہو چکے تھے اس پر تمہیں برقرار رکھتا۔

--☆☆--

-----☆☆-----

ط۔ جب شامیوں کی بھی بھاپی اور بھی پھی فوج کے قدم اکھڑ گئے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے پر آمادہ ہو گئی تو معاویہ نے قرآن کو آلہ کار بنا کر جنگ کا نقشہ ہی بدلتا دیا اور عالمیوں میں ایسی پھوٹ ڈلوا دی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے سمجھانے بھاگنے کے باوجود وہ ایک قدم بھی اٹھانے پر آمادہ نہ ہوئے اور جنگ کے روکانے پر بغض ہو گئے، جس سے حضرت کو بھی مجبوراً تھیم پر رضا مند ہو پاپڑا۔

ان لوگوں میں کچھ تو ایسے تھے جو واقعاً حمو کے میں آگئے تھے اور یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ حقیقتاً قرآن کی طرف دعوت دی جاتی ہے اور کچھ لوگ وہ تھے جو جنگ کی اس طولانی مدت سے آکتا چکے تھے اور اب بھی چھوڑے بیٹھے تھے، چنانچہ انہیں جنگ کے روکانے کا حیلہ مل گیا تو انہوں نے التوانے جنگ کا شور مچا دیا اور کچھ لوگ وہ تھے جو حضرتؐ کے اقتدار سے متاثر ہو کر ساتھ ہو گئے تھے مگر دل سے ان کے ہمنوانہ تھے اور نہ یہ چاہتے تھے کہ آپ کو فتح و کامرانی حاصل ہو اور کچھ لوگ وہ تھے جن کے توقعات معاویہ سے والبستہ تھے اور اس کا کرداری کے صلہ میں اس سے امید میں باندھنے لگے تھے اور کچھ پہلے ہی سے اس سے ساز باز کرنے ہوئے تھے۔

ان حالات میں اور ایسی فوج کے ساتھ دشمن سے اس حد تک پہنچا جانا بھی امیر المؤمنین علیہ السلام کی حسن سیاست اور فوجی نظم و نتیج کی صلاحیت کا نتیجہ تھا اور اگر معاویہ یہ چال نہ چلتا تو کامیابی میں کوئی شبہ ہی نہ تھا۔ یکونکہ فوج شام کی قوت حرب و ضرب ختم ہو چکی تھی اور شکست اس کے سر پر منڈلارہی تھی۔

چنانچہ ابن ابی الحدید تحریر کرتے ہیں کہ:

خَلَصَ الْأَشْتُرُ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَأَخَذَهُ بِعُنْقِهِ وَلَمْ يَكُنْ قَدْ بَقِيَ مِنْ قُوَّةِ الشَّامِ إِلَّا كَحَرَّكَةَ ذَنَبِ الْوَرَعَةِ عِنْدَ قَتْلِهَا يَصْطَرِبُ يَمِينًا وَشِمَائًا.

مالک اشر معاویہ تک پہنچ چکے تھے اور اسے گردن سے پکڑ لیا تھا اور شامیوں کا سارا دم خم جاتا رہا تھا۔ بس ان میں ایسی ہی حرکت باقی رہ گئی تھی جیسے چھپکلی کو مار دیا جائے تو اس کی دم دائیں بائیں اچھاتی رہتی ہے۔ (شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ج ۱۰)

☆☆☆☆☆